

فَإِن تَنَازَعْتُمْ فِي شَيْءٍ فَرُدُّوهُ إِلَى اللَّهِ وَالرَّسُولِ إِن كُنتُمْ تُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ ذَٰلِكَ خَيْرٌ وَأَحْسَنُ تَأْوِيلًا (۴ : ۵۹)

# فیصلہ ہفت مسئلہ کی وضاحت

حضرت حاجی امداد اللہ قدس سرہ کے فیصلہ کی وضاحت

انہی کے خلفاء رحمہم اللہ تعالیٰ کے قلم سے

تالیف

فقیہ العصر حضرت مولانا مفتی رشید احمد صاحب دامت برکاتہم

ناشر

دار الافتاء والارشاد ناظم آباد کراچی

201

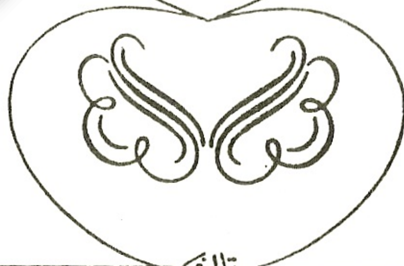


فَإِن تَنَازَعْتُمْ فِي شَيْءٍ فَرُدُّوهُ إِلَى اللَّهِ وَالرَّسُولِ إِن كُنتُمْ تُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ ذَٰلِكَ خَيْرٌ وَأَحْسَنُ تَأْوِيلًا (۴ : ۵۹)

# فیصلہ ہفت مسئلہ کی وضاحت

حضرت حاجی امداد اللہ قدس سرہ کے فیصلہ کی وضاحت

انہی کے خلفاء رحمہم اللہ تعالیٰ کے قلم سے



تالیف

فقیہ العصر مفتی اعظم حضرت اقدس مفتی رشید احمد صاحب دامت برکاتہم



کتبۂ فاروقی

نام کتاب فیصلہ ہفت مسئلہ کی وضاحت
مصنف فقیہ العصر مفتیٔ اعظم حضرت اقدس مفتی رشید احمد صاحب دامت برکاتہم
تعداد ۲۲۰۰
مطبع قریشی آرٹ پریس ناظم آباد نمبر ۲
تاریخ طبع جمادی الاخرہ ۱۴۲۰ھ
ناشر الرشید



ملنے کا پتہ...... کتاب گھر السادات سینٹر بالمقابل دارالافتاء والارشاد ناظم آباد نمبر ۴ کراچی
فون ...... ۶۶۸۳۳۰۱ ...... ۶۶۳۶۶۶۲

# فیصلہ ہفت مسئلہ کی وضاحت

شیخ المشائخ حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی قدس سرہٗ نے چند مسائل میں علماء کے درمیان شدت نزاع سے پیدا شدہ فتنوں کے سدباب کی غرض سے حضرت حکیم الامۃ قدس سرہٗ سے رسالہ "فیصلہ ہفت مسئلہ" لکھوایا۔ کم فہم لوگوں نے اس سے ہدایت پانے کی بجائے شور برپا کر دیا کہ اس فیصلہ سے اہل حق کے خلاف اہلِ بدعت کی تائید ہوتی ہے۔

## اس ردِّ عمل کو دیکھ کر

اس فیصلہ کے محرر حضرت حکیم الامۃ قدس سرہٗ نے اپنے نوشتہ مضمون کی خود وضاحت تحریر فرمائی۔

## علاوہ ازیں

حضرت حاجی صاحب قدس سرہٗ کے خلیفۂ اعظم حضرت گنگوہی قدس سرہٗ نے بھی اپنے شیخ کے اس فیصلہ کو خوب وضاحت سے تحریر فرمایا۔

## زیر نظر رسالہ میں

رسالہ "فیصلہ ہفت مسئلہ" کو مذکورہ اکابر کی وضاحت کی روشنی میں پیش کیا گیا ہے۔ اور یہ بھی ثابت کیا گیا ہے کہ حضرت حاجی صاحب قدس سرہٗ کی نظر میں ان اکابر کا کیا مقام تھا۔



بسم الله الرحمن الرحيم

# فیصلہ ہفت مسئلہ کی وضاحت

سوال: حضرت حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی قدس سرہ کے رسالہ "فیصلہ ہفت مسئلہ" کے متعلق عموماً یہ تأثر پایا جاتا ہے کہ اس سے اہلِ بدعت کی تائید ہوتی ہے اور مسائلِ مذکورہ میں حضرت حاجی صاحب قدس سرہ کی رائے اکابر دیوبند کے مسلک سے مختلف ہے، لہٰذا مندرجہ ذیل امور وضاحت طلب ہیں:

① کیا اس رسالہ کی نسبت حضرت حاجی صاحب قدس سرہ کی جانب صحیح ہے؟

② کیا اہلِ بدعت کی تائید کا دعویٰ درست ہے؟ بینوا توجروا

الجواب باسم ملہم الصواب

جواب سے قبل چند امور کو بطور مقدمہ ذہن نشین کرلینا ضروری ہے۔

① یہ امر معقول اور مسلّم ہے کہ کسی کے کلام یا تحریر کا وہی مطلب معتبر ہوگا جو متکلم یا محرر خود بیان کرے۔

② متکلم یا محرر نے خود کوئی وضاحت نہیں کی تو اس کے کلام یا تحریر کا مفہوم وہ لیا جائے گا جو اس کے خواص و مقربین بیان کریں، کیونکہ اغیار کی بنسبت احباب و اقارب مرادِ متکلم سے زیادہ واقف ہوتے ہیں۔

③ فقیہ الملۃ حضرت گنگوہی اور حکیم الامۃ حضرت تھانوی قدس سرہما حضرت حاجی صاحب قدس سرہ کے اخص الخواص اور اقرب تر خلفاء میں سے ہیں۔

چنانچہ اسی رسالہ "فیصلہ ہفت مسئلہ" کے آخر میں حضرت حاجی صاحب قدس سرہ کی وصیت میں حضرت گنگوہی قدس سرہ سے متعلق یہ الفاظ ہیں:

"عزیزی مولوی رشید احمد صاحب کے وجود با برکات کو ہندوستان میں غنیمت کبریٰ و نعمتِ عظمیٰ سمجھ کران سے فیوض و برکات حاصل کریں کہ مولوی صاحب موصوف جامع کمالات ظاہری و باطنی کے ہیں اور ان کی

تحقیقات محض للٰہیت کی راہ سے ہیں، ہرگز اس میں شائبۂ نفسانیت نہیں "

اور حضرت حاجی صاحب قدس سرہٗ کے ہاں حضرت تھانوی قدس سرہٗ کے ارفع و اعلیٰ مقام کا اندازہ حضرت حاجی صاحب قدس سرہ کی شہادات مندرجہ اشرف السوانح جلد ۱ باب ۱۲ سے کیا جا سکتا ہے، یہ باب جو بڑی تختی کی کتاب کے تقریباً تین سو صفحات پر ہے، پورا ہی مجموعۂ شہادات ہے، اس میں سے بطور مثال صرف چند اقتباسات نقل کئے جاتے ہیں:

(۱) حاجی صاحب نے حضرت والا سے بارہا فرمایا:

"بس تم پورے پورے میرے طریق پر ہو" (ص ۱۶۹)

(۲) جب کبھی کوئی تحریر یا تقریر دیکھنے یا سننے کا اتفاق ہوتا تو فرماتے:

"جزاکم اللہ! تم نے تو بس میرے سینہ کی شرح کردی" (ص ۱۶۹)

(۳) اگر بدورانِ تقریر علوم و معارف حاضرین مجلس میں سے کوئی کسی مضمون ارشاد فرمودہ پر کچھ سوال کرتا تو حضرت والا کی جانب اشارہ فرما کر فرما دیتے:

"ان سے پوچھ لینا یہ خوب سمجھ گئے ہیں" (ص ۱۶۹)

(۴) حضرت حاجی صاحب سن کر بے حد مسرور ہوئے اور جوش میں آکر فرمایا:

"اس میں تو تم نے بالکل میرے سینہ کی شرح کردی" (ص ۱۸۸)

(۵) عزیزم میاں مولوی اسحاق علی صاحب . . . آپ کو ہدایت کی جاتی ہے کہ "مولانا صاحب (حضرت حکیم الامۃ) کو بجائے میرے معلوم کرنا جو ہدایت و ارشاد فرمادیں عمل کرنا" (ص ۱۹۹)

(۶) "ضیاء القلوب و ارشاد مرشد مطالعہ فرمادیں اور مولانا (حضرت حکیم الامۃ) سے اشکالات دفع کریں اور مولانا صاحب کو میری جگہ جان کر ان سے شغل و وظائف و ذکر میں مشغول رہیں" (ص ۱۹۹)

اصولِ مذکورہ کے تحت "فیصلہ ہفت مسئلہ" کی توضیح وہی معتبر ہوگی جو اس کے محرر یعنی حکیم الامۃ حضرت تھانوی قدس سرہٗ نے فرمائی ہے اور حضرت حاجی صاحب قدس سرہٗ کی مراد کی تعیین و تشریح جو حضرت گنگوہی و حضرت تھانوی قدس سرہما نے فرمائی ہے وہی واجب القبول ہوگی۔

ان دونوں حضرات کی تحریریں رسالہ "فیصلہ ہفت مسئلہ" کے ساتھ بنام ضمیمہ

ملحق کی گئی ہیں اور ان کو اصل رسالہ کے ساتھ شائع کرنے کی ہدایت کی گئی ہے، لہٰذا جو لوگ رسالہ مذکورہ بدون ان ضمائم کے شائع کر رہے ہیں، وہ خیانت کے مرتکب ہیں۔ ذیل میں یہ دونوں ضمائم نقل کئے جاتے ہیں۔

## ضمیمہ از حضرت گنگوہی قدس سرہٗ

رسالہ "فیصلہ ہفت مسئلہ" میں مسئلہ امکانِ کذب و امکانِ نظیر میں تو کوئی ایسا امر نہیں لکھا ہے کہ کسی کے خلاف ہو بلکہ اس کے امکان کا اقرار اور اس کی بحث سے احتراز لکھا ہے، تو اس میں کسی اہلِ حق کی مخالفت نہیں۔

اور مسئلہ تکرار جماعت میں بسبب اختلاف روایات فقہ کے فریقین کو نزاع سے منع کیا ہے کہ مسئلہ مختلفہ میں مخالفت کرنا مناسب نہیں۔

اور مسئلہ ندار غیر میں صاف صاف حق لکھا ہے:

"ندار غیر اگر حاضر و عالم الغیب جان کر کرے گا مشرک ہوگا۔

اور جو بے اس کے شوق میں کہتا ہے تو گنہگار نہیں۔

اور جو بدون عقیدۂ شرکیہ کے اور بدون شوق کے یہ سمجھ کر کہے کہ شاید ان کو حق تعالیٰ خبر کر دے تو خلاف محل نص میں خطا و گناہ ہے مگر شرک نہیں۔

اور جو نص سے ثبوت ہو جیسا صلوٰۃ و سلام بخدمت فخر عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام ملائکہ کا پہنچانا تو وہ خود ثابت ہے"

یہ سب حق ہے اس میں کوئی اہلِ حق مخالف اس کے نہیں کہتا۔

اب رہے تین مسئلے قیود مجلس مولد و قیود ایصال ثواب اور عرس بزرگان کا تو اس میں وہ خود لکھتے ہیں:

"در اصل مباح ہیں اگر انکو سنت و ضروری جانے تو بدعت و تعدی حدود اللہ تعالیٰ و گناہ ہے اور اس کے بدون کرنے میں اباحت"

اور ہم لوگ جو منع کرتے ہیں تو وجہ یہ ہے کہ ان کو رسوم اہلِ زمانہ سے خبر نہیں کہ یہ لوگ ان قیود کو ضروری جانتے ہیں، لہٰذا باعتبار اصل کے مباح لکھتے ہیں، اور ہم لوگوں کو عادتِ عوام سے محقق ہو گیا ہے کہ یہ لوگ ضروری اور سنت جانتے ہیں، لہٰذا ہم بدعت کہتے ہیں۔

پس فی الحقیقت مخالفت اصل مسائل میں نہیں ہوئی بلکہ بسبب عدم علم اہل زمانہ کے یہ امر واقع ہوا ہے، اس کی ایسی مثال ہے جیسے امام صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ نے عصائی کو ایک حکم دیا اور صاحبین رحمہما اللہ تعالیٰ نے دوسرا حکم، اور یہ بسبب اختلاف حال کے ہوا ہے کہ امام صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کے وقت میں اُن کا حال اہل کتاب جیسا تھا اور صاحبین رحمہما اللہ تعالیٰ کے وقت میں مجوس جیسا، پس اختلاف اصل مسئلہ کا نہیں بلکہ بوجہ حال اہل زمانہ کے۔

ایسا ہی دیگر مسائل میں ہے ورنہ حضرت سلمہ کے عقائد ہرگز بدعت کے نہیں ہیں کہ اہل فہم و دانش خود عبارتِ رسالہ سے سمجھ سکتا ہے فقط

(تنبیہات وصیت مصنفہ حضرت حکیم الامۃ قدس سرہ تنبیہ دہم کا آخر ص۱۵)

## ضمیمہ از حضرت حکیم الامۃ قدس سرہٗ

حامداً و مصلیاً

بعد الحمد والصلوٰۃ اشرف علی تھانوی خادم آستانہ حضرت شیخ المشایخ سید السادات مولانا و مرشدنا الحافظ الحاج الشاہ محمد امداد اللہ صاحب ضوعفت برکاتھم اپنے پیر بھائیوں اور دیگر ناظرین "فیصلہ ہفت مسئلہ" کی خدمت میں عرض رسا ہے کہ رسالہ "فیصلہ ہفت مسئلہ" جو بباعث اس کے کہ بوجہ ضعف قویٰ جسمانیہ حضرت ممدوح کو خود قلم مبارک سے لکھنے میں تکلف ہوتا ہے، بحکم حضرت ممدوح بعبارت اس خادم کے بغرض محاکمہ بعض مسائل تحریر ہو کر تقریباً عرصہ چار سال کا ہوا کہ شائع ہوا ہے، چونکہ بعض صاحبوں کو اُس کے مقصود اصلی کے سمجھنے میں غلطی ہوئی اور حضرت ممدوح کو علی الاطلاق ان اعمال وغیرہا کا مجوز قرار دیا جو بالکل خلاف واقع ہے، اس لئے محض خیر خواہی کی نظر سے حضرت صاحب کی غرض اور تحقیق کا اظہار ضروری سمجھ کر اطلاع عام دیتا ہوں تاکہ مجھ کو حق پوشی کے گناہ سے اور دوسرے صاحبوں کو التباس و اشتباہ سے نجات ہو۔

ظاہر ہے کہ یہ اُمور اور اعمال جس ہیئت و کیفیت سے مروج و شائع ہیں اکثر عوام بالخصوص جہلاء ہندوستان اُس کے سبب انواع انواع کے مفاسد اعتقادی و عملی میں مبتلا ہو جاتے ہیں، جن کا تجربہ و مشاہدہ ہر عاقل فہیم منصف کر سکتا ہے۔

**مثلاً:** مولد میں بعض قیود کو مؤکد سمجھنا اور ترک قیود سے دل تنگ ہونا۔

ایصال ثواب کے طرق میں علاوہ تاکد قیود کے اگر اولیا کی روح کو ہو تو انکو حاجت روا سمجھنا اور ترک التزام میں اُن سے ضرر رسانی کا خوف کرنا اور اگر عام اقارب کی روح کو ہو تو اکثر قصد نام آوری ہونا اور طعن و تشنیع سے ڈرنا۔

اور سماع میں زیادہ مجمع اہل لہو و باطل کا ہونا اور امارد و نساء سے اختلاط۔

اور اعراس میں اوّل تو فساق فجار کا مجمع ہونا اور یہ بھی نہ ہو تو دار رسم کی ضرورت کو قرض دام کرنا۔ پڑھنے والوں کا اکثر طعام و شیرینی کے لئے یا وجاہت داہی کی وجہ سے پڑھنا۔

ندا، غیر اللہ میں بعض کم فہموں کا منادیٰ کو خبیر و قدیر جاننا، کام پورا ہو جانے پر اُن کو فاعل و متصرف سمجھنا۔

جماعت ثانیہ سے اکثر جماعت اولیٰ میں سستی کرنا، حقہ و ٹل میں جماعت اولیٰ کو فوت کر دینا اور اس پر متأسف نہ ہونا۔

اخیر کے مسئلوں میں باری تعالیٰ کے عجز کا اعتقاد کر لینا۔

اور اسی طرح کے بہت سے مفاسد ہیں جن کی تفصیل استقرار اور تتبع سے معلوم ہو سکتی ہے۔

سو حضرت ممدوح ہرگز ہرگز ان مفاسد کو یا انکے مقدمات و اسباب کو جائز نہیں فرماتے۔

حضرت ممدوح پر ایسا گمان کر کے علی الاطلاق ان امور کے جواز پر تمسک کرنا یا حضرت ممدوح سے سوء عقیدت کر لینا حضرت ممدوح کی کمال اتباع شریعت اور آپ کی تقریر دلپذیر کی غرض سے ناواقفی ہے۔

خلاصہ ارشاد حضرت ممدوح کا یہ ہے:

”جس شد و مد کے ساتھ یہ امور لوگوں میں شائع ہیں وہ بدعت ہیں“

کیونکہ اس رسالہ میں مصرح ہے:

”غیر دین کو دین میں داخل کرنا بدعت ہے“

سو جو لوگ ان قیود کو جو فی نفسہ مباح ہیں مؤکد کرتے ہیں وہی غیر دین کو دین میں داخل کرنے والے ہیں، اس مرتبہ میں مانعین حق پر ہیں۔

اور بلا التزام قیود و رسم و لزوم مفاسد احیاناً کر لینا اور احیاناً نہ کرنا یہ مباح ہے، اسکو حرام کہنا مانعین کا تشدد ہے، اس مرتبہ میں جواز حق ہے۔

بایں معنی دونوں کو آپ نے حق پر فرمایا، چنانچہ بعض اکابر مخصوصین کے پاس جو

حضرت ممدوح کا والا نامہ مُہری آیا تھا۔ اُس میں یہ لفظ موجود ہیں:

"نفس ذکر مندوب اور قیود بدعت ہیں"

اس طرح دیگر باقی مسائل میں تفصیل ہے جو اصول شرعیہ میں غور کرنے سے مفہوم ہوسکتی ہے۔

اس توضیح کے بعد کسی کو اشتباہ والتباس کا محل باقی نہیں رہ سکتا، اگر رسالہ ہذا کی کوئی عبارت اس تقریر مذکور کے خلاف پائی جاوے وہ اس خادم کی عبارت کا قصور سمجھا جاوے اور حضرت صاحب دامت فیوضہم وبرکاتہم کو بالکل مبرّا ومنزہ اعتقاد کیا جاوے، وما علینا الا البلاغ۔

ربیع الاول ۱۳۱۹ھ

ضمیمہ کے بعد حضرت حکیم الامۃ قدس سرہٗ کی ایک اور تحریر:

یہ دونوں ضمیمے (گنگوہی و تھانوی) تو قواعد شرعیہ پر مبنی ہیں، اب انکی ایک تائید ایک رؤیائے صالحہ سے جس کا لقب حدیث میں مبشر آیا ہے، نقل کی جاتی ہے، صاحب رؤیا جناب مولانا حافظ محمد احمد صاحب مہتمم دارالعلوم دیوبند رحمۃ اللہ علیہ ابن حضرت مولانا محمد قاسم صاحب قدس سرہٗ ہیں، اور صاحب روایت اُن کے خلف الصدق مولوی حافظ قاری محمد طیب صاحب مہتمم حال مدرسہ موصوف ہیں، وھی ھذہ بعین عبارۃ الراوی وھی رؤیا عجیبۃ مشتملۃ علی حقائق غریبۃ

نحمدہ ونصلی

احقر نے اپنے حضرت والد صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ سے ذیل کا واقعہ سنا ہے فرماتے تھے:

"جس زمانہ میں "فیصلہ ہفت مسئلہ" چھپا اور اس کی نسبت حضرت مرشد العالم حاجی امداد اللہ قدس سرہٗ کی طرف تھی، اس لئے ہم لوگوں کو سخت ضیق پیش آئی، موافقت کر نہیں سکتے تھے، اور مخالفت میں حضرت کی نسبت سامنے آتی تھی، حیرانی تھی، اسی دوران میں میں نے (حضرت والد صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے) خواب دیکھا:

"ایک بڑا دیوان خانہ ہے، اور اس میں حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ تشریف

رکھتے ہیں، میں بھی حاضر ہوں اور "ہفت مسئلہ" کا تذکرہ ہے، حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرما رہے ہیں:

"بھائی علماء اس میں تشدد کیوں کر رہے ہیں؟ گنجائش تو ہے۔"

میں عرض کر رہا ہوں:

"حضرت گنجائش نہیں ہے ورنہ مسائل کی حدود ٹوٹ جائیں گی۔"

ارشاد فرمایا:

"یہ تو تشدد معلوم ہوتا ہے۔"

میں نے پھر بہت ہی ادب سے عرض کیا:

"حضرت جو کچھ بھی ارشاد فرماتے ہیں درست ہے مگر حضرات فقہاء رحمہم اللہ تعالیٰ تو اس کے خلاف ہی کہتے ہیں۔"

حضرت والد صاحب فرماتے ہیں:

"خواب میں میں ردّ و قدح بھی کر رہا ہوں لیکن حضرت کی عظمت میں ایک رتی برابر فرق نہیں دیکھتا تھا، اسی ردّ و قدح میں آخر حضرت نے ارشاد فرمایا:

"اچھا بات مختصر کرو: اگر خود صاحب شریعت فیصلہ فرمادیں پھر؟"

میں نے عرض کیا:

"حضرت! اس کے بعد کس کی مجال ہے کہ خلاف چل سکے۔"

فرمایا: "اچھا انشاء اللہ اسی جگہ خود حضرت صاحب شریعت ہی ہمارے تمہارے درمیان میں فیصلہ فرمادیں گے۔"

والد صاحب نے فرمایا:

اس بات سے مجھے بےغایت مسرت ہو رہی ہے کہ آج الحمد للہ حضرت صاحب شریعت صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت نصیب ہوگی۔"

اور اسی کے ساتھ حضرت حاجی صاحب کی عظمت اور زیادہ قلب میں بڑھ گئی کہ حق تعالیٰ نے ہمارے بزرگوں کو یہ درجہ عطا فرمایا ہے کہ وہ اپنے معاملات میں براہِ راست حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف رجوع بھی کر سکتے ہیں، اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے یہاں بلا بھی سکتے ہیں۔

تھوڑی دیر میں حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا:

"لو تیار ہو بیٹھو، حضور تشریف لا رہے ہیں۔"

اتنے میں میں نے دیکھا کہ دیوان خانہ کے سامنے سے ایک عظیم الشان مجمع نمایاں ہوا، قریب آنے پر میں نے دیکھا کہ آگے آگے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور پیچھے پیچھے تمام صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کا مجمع ہے، حضور کی شان ہے کہ تا بہ مبارک ہو بہو حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کا ہے، نینو کا کرتا باریک بلا کسی بنیان وغیرہ زیب تن ہے جس میں سے بدن مبارک چمک رہا ہے گویا شعاعیں سی پھوٹ رہی ہیں، سر مبارک پر ٹوپی پنج کلیا ہے جو سر پر کانوں تک منڈھی ہوئی ہے اور چہرۂ انور نہایت مشرق اور اتنقد چمک رہا ہے جیسے چمکتا ہوا کندن سونا ہوتا ہے، حضور جب دیوان خانہ میں داخل ہوئے تو حضرت حاجی صاحب سرو قد ایک کونے میں ادب سے جا کھڑے ہوئے اور میں ایک دوسرے مقابل کے کونے میں ادب و ہیبت سے ہاتھ باندھ کر کھڑا ہو گیا۔ حضور کنارہ کاٹ کر میری طرف تشریف لائے اور بالکل میرے قریب پہنچ کر میرے کندھے پر دست مبارک رکھا اور زور سے فرمایا:

"حاجی صاحب یہ لڑکا جو کچھ کہہ رہا ہے درست کہہ رہا ہے۔"

اس پر میری تو خوشی کی کوئی انتہا نہ رہی، اور ساتھ ہی حضرت حاجی صاحب کی عظمت اور بھی زیادہ بڑھ گئی کہ ہمارے بزرگوں کو اللہ نے کیا رتبہ عطا فرمایا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کس بے تکلفی سے تشریف لائے اور کس بے تکلفی اور عنایت سے انہیں مخاطب فرماتے ہیں۔

اور حضرت حاجی صاحب کی حالت یہ ارشاد مبارک سن کر یہ ہوئی:

"بجا و درست بجا و درست کہتے کہتے جھکتے ہیں، اور اپنے قدموں کے قریب تر سر لے جا کر پھر سیدھے کھڑے ہوتے ہیں، اور پھر بجا و درست بجا و درست کہتے کہتے اسی طرح جھکتے ہیں اور پھر سیدھے کھڑے ہوتے ہیں۔"

سات مرتبہ اسی طرح حضرت حاجی صاحب نے کیا اور مجلس پر سکوت کا عالم ہے، سارا مجمع کھڑا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہی خود کھڑے ہوئے ہیں۔ جب یہ سب کچھ ہو چکا تو والد صاحب فرماتے ہیں کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ شفقت و عنایت

دیکھ کر جرأت کی اور عرض کیا:

"حضور حدیثوں میں جو حلیہ مبارک ہم نے پڑھا ہے، اس وقت کا حلیۂ مبارک تو اُس کے خلاف ہے یہ تو حضرت گنگوہی کا حلیہ ہے۔"

ارشاد فرمایا:

"اصل حلیہ ہمارا وہی ہے جو تم نے حدیثوں میں پڑھا ہے، لیکن اس وقت ہم نے مولانا گنگوہی کا حلیہ اس لئے اختیار کیا کہ تمھیں ان سے محبت و مناسبت ہے۔"

اس جواب پر مجھے حضرت گنگوہی سے اور زیادہ محبت وعقیدت بڑھ گئی اور اپنے اکابر کے درجات قرب واضح ہوئے، چند منٹ پھر سکوت رہا اور حضرت حاجی صاحب غایت ادب وتعظیم سے سر جھکائے ہوئے کھڑے ہوئے تھے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"حاجی صاحب اب ہمیں اجازت ہے"؟

حاجی صاحب نے ادب سے عرض کیا:

"جو مرضیٔ مبارک ہو۔"

بس حضور صلی اللہ علیہ وسلم مع سارے مجمع کے اُسی راہ سے تشریف لے گئے جس راستے سے تشریف لائے تھے، اور میری آنکھ کھُل گئی۔"

یہ خواب میں نے (والد صاحب نے) حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں لکھ کر بھیجا، معلوم ہوا کہ حضرت پر اس خواب سے ایک کیفیت بیخودی کی طاری ہوئی اور کچھ اس قسم کے الفاظ فرمائے:

"کاش یہ خواب لکھ کر قبر میں میرے ساتھ کر دیا جائے تو میرے لئے دستاویز ہو جائے۔"

احقر محمد طیب غفرلہٗ

(اشرف السوانح ص ۳۴۷ تا ص ۳۵۰ ج ۳)

اب مذکورہ ضمائم کی روشنی میں بالترتیب جوابات تحریر کئے جاتے ہیں۔

(۱) یہ رسالہ حضرت حاجی صاحب قدس سرہٗ کی تصنیف نہیں بلکہ آپ کے حکم سے

حکیم الامۃ حضرت تھانوی قدس سرہٗ نے تحریر فرمایا ہے، ضمیمہ ۲ میں اس کی تصریح گزر چکی ہے، علاوہ ازیں رسالہ کے سرورق پر یہ عبارت تحریر ہے:

"از افادات منبع الفیوض والبرکات امام العارفین فی زمانہ مقدام المحققین فی اوانہ سیدنا ومولانا الحافظ الحاج الشاہ محمد امداد اللہ مہاجر مکی تھانوی رحمہ اللہ تعالیٰ"

اس سے بھی یہی واضح ہوتا ہے کہ یہ آپ کی تصنیف نہیں، عرف مروج میں لفظ "افادات" تصنیف کے لئے نہیں بولا جاتا، بلکہ اس سے یہ مقصد ہوتا ہے کہ کسی خادم نے اپنے بزرگ کے مضامین کو قلمبند کیا ہے۔

(۳) حضرت حاجی صاحب قدس سرہٗ نے ان مسائل میں لوگوں کے باہم نزاع کی شدت کو دیکھ کر حضرت تھانوی قدس سرہٗ کے قلم سے یہ رسالہ لکھوایا جس میں فریقین کو اعتدال پسندی کے ساتھ باہم صلح وآشتی سے رہنے کی تلقین فرمائی ہے، چنانچہ ابتدائی سطور میں فرماتے ہیں:

"یہ امر مسلمات سے ہے کہ باہمی اتفاق باعث برکات دنیوی ودینی اور نااتفاقی موجب مضرت دنیوی اور دینی ہے، اور آجکل بعض مسائل فرعیہ میں ایسا اختلاف واقع ہوا ہے جس سے طرح طرح کے شر اور دقتیں پیدا ہو رہی ہیں اور خواص کا وقت اور عوام کا دین ضائع ہو رہا ہے...... یہ حالت دیکھ کر نہایت صدمہ ہوتا ہے" اس لئے فقیر کے دل میں یہ آیا کہ مسائل مذکورہ کے متعلق مختصر سا مضمون قلمبند کر کے شائع کر دیا جائے، امید قوی ہے کہ یہ نزاع وجدال رفع ہو جائے"

اس سے ثابت ہوا کہ اس رسالہ کی تحریر کا اصل مقصد فریقین کو نزاع وجدال سے بچانا ہے، اسلئے طرز تحریر پُر درد اور نرم سے نرم اختیار کیا گیا، ورنہ جہاں تک اصل مسائل کا تعلق ہے انہیں اکابر دیوبند کے مسلک پر اس رسالہ کی کسی تحریر سے کوئی حرف نہیں آتا اور نہ ہی کہیں سے اہل بدعت کی کوئی تائید ہوتی ہے۔

آخری دو مسائل یعنی امکان نظیر وخلف الوعید میں کوئی فیصلہ نہیں فرمایا، نہ ہی کسی ایک جانب کی تائید فرمائی، بلکہ ان مسائل میں پڑنے اور بحث مباحثہ سے ممانعت فرمائی ہے۔ مسجد میں جماعت ثانیہ کے جواز کی روایت بھی امام ابو یوسف رحمہ اللہ تعالیٰ سے ہے، اس لئے جانبین کو اس میں شدت اور آپس میں نزاع واختلاف سے منع فرمایا ہے۔

ندار غیر اللہ سے متعلق تحریر کا خلاصہ یہ ہے کہ غیر کو حاضر وعالم الغیب سمجھ کر پکارنا

مشرک ہے، اور یہ عقیدہ نہ ہو تو اس کے جواز کی تین صورتیں ہیں:

① مخاطب کو سنانا مقصود نہ ہو بلکہ محض شوق وصال اور حسرت فراق و تذکرہ کے طور پر ہو۔

② تصفیۂ باطن سے مخاطب کا مشاہدہ کر رہا ہو، اس کو سنانا مقصود ہو۔

③ کسی ذریعہ سے مخاطب تک ندا پہنچنے کا اعتقاد ہو اور وہ ذریعہ شرعی دلیل سے ثابت ہو، جیسے ملائکہ کا درود شریف پہنچانا۔

چوتھی صورت یہ بیان فرمائی ہے کہ اگر کسی ذریعہ سے پہنچنے کا اعتقاد ہو مگر وہ ذریعہ دلیل شرعی سے ثابت نہ ہو تو وہ ندا ممنوع ہے اور یہ اعتقاد افتراء علی اللہ اور دعویٰ علم غیب ہے بلکہ مشابہ شرک کے ہے، مگر اس کو بے دھڑک شرک وکفر نہ کہنا چاہیے۔

بریلوی عقیدہ کے لوگوں کی نداء غیر اللہ مذکورہ بالا چاروں اقسام میں سے کسی میں بھی داخل نہیں، بلکہ یہ غیر اللہ کو حاضر ناظر اور عالم الغیب سمجھ کر پکارتے ہیں، یہ بریلویوں کا بنیادی عقیدہ ہے، کوئی شخص بریلوی کہلا ہی نہیں سکتا جب تک حضرات انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام بالخصوص حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو عالم ما کان وما یکون اور حاضر وناظر نہ سمجھے، اس لئے حضرت حاجی صاحب قدس اللہ سرہ کے فیصلہ کے مطابق یہ لوگ بلاشبہہ مشرک ہیں۔

بقیہ تین مسائل یعنی مولود، فاتحہ، عرس کے بارہ میں یہ فیصلہ فرمایا ہے:

"یہ امور فی نفسہا مباح ہیں مگر ان کو یا ان کی قیود کو سنت وضروری سمجھنا بدعت وتعدی حدود اللہ تعالیٰ وگناہ ہے۔"

ظاہر ہے کہ اہل بدعت ان امور کا فرائض سے بھی زیادہ التزام کرتے ہیں اور ان کی قیود مروجہ کو بھی لازم سمجھتے ہیں اس لئے حضرت حاجی صاحب قدس سرہ کا یہ فیصلہ بھی ان کے خلاف ہے۔ حاجی صاحب قدس سرہٗ کو اہلِ بدعت کے اسقدر غلو والتزام کا علم نہ تھا اس لئے بدون التزام قیود جائز فرمایا، چنانچہ خواب میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے فیصلہ کے بعد جب آپ کو عوام کے التزام وغلو کا علم ہوا تو اس اجازت سے رجوع فرمالیا، درحقیقت اوّلاً اجازت اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے فیصلہ کے بعد رجوع کو صورۃً "اجازت کے بعد رجوع" کہا گیا ہے، ورنہ تقریر بالا سے ثابت کیا جا چکا کہ آپ نے مروجہ

قیود والتزام کے ساتھ ان امور کی ابتداء ہی سے اجازت نہیں فرمائی بلکہ ان کو بدعت وتعدی حدود اللہ وگناہ قرار دیا ہے،

حضرت حاجی صاحب قدس سرہٗ کی مراد ومقصد سمجھنے کے لئے ہم نے حضرت گنگوہی وحضرت تھانوی قدس سرہما کے ضمائم محض تائید وتاکید کی غرض سے نقل کئے ہیں ورنہ ان ضمائم سے قطع نظر بھی ہر ادنیٰ فہم رکھنے والا شخص بھی رسالہ کی عبارت میں غور کرنے کے بعد قطعاً یہی فیصلہ کریگا کہ یہ رسالہ پورے کا پورا بریلوی عقائد کی تردید اور دیوبندی عقائد کی تائید میں ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

رشید احمد

دارالافتاء والارشاد ناظم آباد کراچی

۱۳ ربیع الآخر ۱۴۰۴ھ






# فہرست مواعظ ورسائل

## فقیہ العصر مفتیٔ اعظم حضرتِ اقدس مفتی رشید احمد صاحب دامت برکاتہم

| | | | |
|---|---|---|---|
| ارشاد الرشید | جشن آزادی | شرعی لباس | انوار رشید (حالات وارشادات) |
| رسائل الرشید | ٹی وی کا زہر | پردۂ شرعی | تبلیغ کی شرعی حیثیت اور حدود |
| جواہر الرشید | منکرات محرم | طریقۂ مسح و تیمم | تبلیغی جماعت اور انچاس کروڑ کا ثواب |
| باب العبر | جہاد | سیاسی فتنے | زحمت کو رحمت میں بدلنے کا نسخہ اکسیر |
| اللہ کے باغی مسلمان | سات مسائل | شادی مبارک | مسلح جہاد کے بغیر تکمیل تبلیغ ممکن نہیں |
| ہر پریشانی کا علاج | رمضان ماہ محبت | سیاست اسلامیہ | علم کے مطابق عمل کیوں نہیں ہوتا؟ |
| شرعی پردہ | مسجد کی عظمت | حقوق القرآن | بدعات مروجہ اور رسوم باطلہ |
| ایمان کی کسوٹی | ایٹمی دھماکہ | ربیع الاول میں جوش محبت | سود خور سے اللہ اور رسول ﷺ کا اعلان جنگ |
| زندگی کا گوشوارہ | وصیت نامے | وقت کی قیمت | مودودی صاحب اور تخریب اسلام |
| صراط مستقیم | مسلم خوابیدہ | اطاعت امیر | مرض و موت، احکام شرعیہ اور رسوم باطلہ |
| مراقبۂ موت | ترک گناہ | مدارس کی ترقی کا راز | تعلیم و تبلیغ اور جہاد کیلئے کثرت ذکر کی ضرورت |
| جامعۃ الرشید | حفاظت نظر | چندہ کے مروجہ طریقے | ایمان قتال فی سبیل اللہ اور تبلیغ لازم وملزوم |
| قربانی کی حقیقت | استشارہ واستخارہ | گانے بجانے کی حرمت | شریعت کے مطابق تقسیم وراثت کی اہمیت |
| گلستان دل | استقامت | آپ بیتی | قرآن کے خلاف کمپیوٹری سازش |
| محبت الٰہیہ | غیبت پر عذاب | ذکری فرقہ | لشکر محمدی طالبان کے لئے مبشرات |
| دینداری کے تقاضے | مسلح پہرہ اور توکل | عیسائیت پسند مسلمان | القول الصواب فی تحقیق مسئلہ الحجاب |
| نمازوں کے بعد دعاء | مصافحہ ومعانقہ | مدنی دعوت و تبلیغ کا نقشہ | بعض ضروری مسائل حج |
| حقیقت شیعہ | فتنہ انکار حدیث | بھیڑ کی صورت میں بھیڑیا | فیصلہ ہفت مسئلہ کی وضاحت |

